بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

48. اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کا بیان (حصہ دوم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء و الحسنیٰ کے تعلق سے چند اہم باتیں اور "الصفات المنفیۃ" (اللہ تعالیٰ کی پیاری صفات میں سے صفات منفیۃ کا بیان)، اور پہنچے تھے چوتھی آیت پر۔

"الآية الرابعة": شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ الاسلام نے اللہ تعالیٰ کو صفات منفیۃ بیان کی ہیں اُن میں سے چوتھی دلیل ہے وہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 165، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ﴾ إلى آخر الآية (البقرة:165)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "﴿وَمِنَ﴾: تبعيضية" (یعنی بعض)، اور ﴿مِنَ﴾ التبعیضیۃ کو پہچاننے کے لیے یہ کافی ہے کہ آپ ﴿مِنَ﴾ کی جگہ "بعض" کا لفظ استعمال کریں تو معنی مستقیم ہو جائے گا۔

اگر ﴿مِنَ﴾ کو آپ نکال دیں اور اس کی جگہ "بعض" لکھ دیں یعنی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ﴾ "يعني: وبعض الناس" تو معنی مستقیم رہے گا۔

تو بعض لوگوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وہ کیا کرتے ہیں: ﴿مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا﴾ (جو اللہ تعالیٰ کے سوا اَنداد بنا دیتے ہیں (اُن سے محبت کرتے ہیں)) ﴿يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ﴾ (اُن سے محبت ویسے کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہاں پر محبت کے علاوہ بھی اگر عمومی معنی لیا جائے تو وہ بھی اس میں شامل ہے، یعنی: عبادت میں اُن کو نِد بنانا، نذر و نیاز میں اُن کو نِد بنانا، اور محبت میں بھی، اور نِد (جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں) برابر کو کہتے ہیں (اور برابر تب چیز کی جاتی ہے، نِد تب بنائی جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق غیر اللہ کے لیے صرف کر دیا جائے)، اور یہاں پر اس آیت میں یہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں شرک کا بیان ہے۔

(اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی مخلوق کو بھی (غیر اللہ کو) وہ درجہ دینا محبت میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے)۔

یعنی (شیخ صاحب فرماتے ہیں)"بحيث تجعل غير الله مثل الله في محبته"(غیر اللہ سے ویسی محبت کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی ہے)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے تو وہ بھی اس آیت کے عموم میں شامل ہے (یعنی معنی یہ ہے)۔

کیونکہ واجب یہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ جو پیغمبر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت جیسی نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ ہم محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "تبعاً لمحبة الله" (اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہے (برابر نہیں ہے یا آگے نہیں ہے))"لا علي أنه مناد لله" (اس لیے نہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برابر ہیں (نعوذ باللہ))، تو ہم اُن کے بارے میں کیا کہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ؟!

اور یہ حقیقت آپ دیکھتے ہیں ہمارے معاشرے میں بات کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی اور جو اقوال اور اعمال ہیں افعال ہیں بعض لوگوں کے اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس محبت کا دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ محبت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں! اور یہ اس آیت کے عموم میں شامل ہے جائز نہیں ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾۔

اُن لوگوں سے غلطی کیا ہوئی؟ نِد کیسے بنایا؟ کہ اللہ تعالیٰ سے جو محبت کرنی تھی وہی محبت غیر اللہ سے بھی کر بیٹھے ہیں، وہ جائز نہیں ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اس فرق کو جاننا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنا (یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی محبت کرنا)، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور سے محبت کرنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دینا محبت میں یا اُس سے زیادہ، اور یہ شرک ہے۔

"المحبة مع الله": اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنا کیونکہ "مع" جو ہے اس میں تشریک کا معنی ہے مع کے لفظ میں "اللہ تعالیٰ کے ساتھ"۔

اس کی صورت کیا ہے؟ کہ کوئی بھی غیر اللہ کو یا غیر اللہ سے محبت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے یا اُس سے زیادہ (برابر ہو یا اُس سے زیادہ ہو) تو یہ شرک فی المحبۃ ہے، یہ جائز نہیں ہے۔

"والمحبة في الله أو لله":

ایک مع اللہ ہے، ایک لله، یا في الله ہے، دونوں کے فرق کو جاننا لازم ہے اور فرض ہے ہر مسلمان پر کہ اس فرق کو جان لیا جائے تاکہ جو محذور شرعی ہے جس سے منع کیا گیا ہے جس میں شرک ہے اُس سے اجتناب کیا جا سکے۔

"المحبة في الله أو لله": اس کی صورت یہ ہے کہ (یا معنی یہ ہے) آپ کسی چیز سے بھی محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع: "تبعاً لمحبة الله" یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی چیز سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ اُس سے محبت کرتے ہیں تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہونی چاہیے اور یہ محبت اللہ تعالیٰ جیسی محبت نہیں ہونی چاہیے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اپنے مسلمان بھائی سے، آپ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اپنے والدین سے، آپ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں صحابہ کرام سے: یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ محبت کرتے ہیں "المحبة في الله والمحبة لله": مع اللہ نہیں ہو سکتی، اگر مع اللہ ہو گئی ہے تو پھر آپ نے وہ درجہ دے دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو مخلوق میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ فرق واضح ہے اس میں؟

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو مسلکی فائدہ ہمیں پہنچتا ہے عملاً اِن آیات کریمہ میں جو پچھلے درس میں ہم نے بیان کی ہیں اور آج کے درس میں جو پہلی چار آیتیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان کی ہیں اُن کے تعلق سے:

(۱) سب سے پہلے جو آیت بیان کی تھی پچھلے درس میں: ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:78): اس سے ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے عملاً؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جب ہم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے الجلال کی والاکرام کی تو جلال کے لفظ سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہم پر واجب ہو جاتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کریں، اور جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت الاکرام بھی ہے تو ہم پر یہ لازم ہو جاتا ہے واجب ہو جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی، اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کرتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنے کا حق ہے تو پھر تعظیم اور تکریم دونوں کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾: الجلال والاکرام اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں عظیم صفات ہیں اور دونوں میں تعظیم کا معنی پایا جاتا ہے۔

﴿ذِی الْجَلٰلِ﴾: میں عظمت ہے۔

﴿وَالْاِكْرَامِ﴾: میں کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی ہے اور اس کا حق ادا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دیتا ہے۔

تو عملاً جب ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو ایمان مضبوط ہوتا ہے ثابت قدمی ملتی ہے۔

(۲) دوسری آیت: ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (مریم:65): اس میں ہمیں کیا مسلکی فائدہ ملتا ہے؟ یا عملی فائدہ؟

کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت (اپنے ربّ کی عبادت) کی جائے اور اُس پر صبر کیا جائے بغیر ملالت کے بغیر تھکن کے بلکہ اُس پر صبر کیا جائے جیسا کہ میدان جنگ میں تلوار بازی کے وقت ایک دوسرے پر تلوار کا وار کرتے ہوئے صبر کیا جاتا ہے۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں "إصبر واضطبر" کیا فرق ہے؟

صبر میں تو صبر کرنا ہے اور صبر کا کیا معنی ہے؟ اپنے نفس کو روکے رکھنا "حبس النفس": کسی چیز کو کرنے سے جب آپ رُک جاتے ہیں تو آپ نے صبر کرلیا ہے۔

"اضطِبر": اُس سے زیادہ صبر کرنا ہے۔

میں پہلے بھی بات کرچکا ہوں صرف یاددہانی کے لیے کہ صبر کی کتنی قسمیں ہیں؟ تین (3)۔ جو سب سے معروف ہے وہ کون سی ہے؟ تیسری ہے۔

عوام الناس میں جو ایک چیز رائج ہے صبر کی تین قسمیں یا صبر کے تین حصے ہیں سب سے زیادہ رائج جو معروف ہے لوگوں میں جس پر صبر کرنا وہ فرض سمجھتے ہیں یا جس پر جس کے ساتھ وہ صبر کو جوڑ دیتے ہیں عموماً وہ کیا ہے؟ وہ تیسری قسم ہے یعنی اس سے پہلے دو (2) اور ہیں بتاتا ہوں میں۔ تیسری کیا ہے؟ "الصبر علی أقدار الله المؤلِمة": اللہ تعالیٰ کی جو بُری تقدیر ہے اُس پر صبر کرنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، تکلیفوں پر صبر کرنا، بیماریوں پر صبر کرنا (یہ تیسری قسم ہے صبر کی)، اللہ تعالیٰ نے مقدر میں جو بھی تکلیف، دکھ لکھا ہے اُس پر صبر کرنا۔

مومن کیا کرتا ہے؟ صبر کرتا ہے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے، نہ تو بُرا زبان سے کہتا ہے اور نہ ہی کوئی بُرا عمل کرتا ہے جو شریعت کے مخالف ہو۔ اس پر صبر کیا جاتا ہے نا؟!

اِس سے پہلے اور دو (2) کیا ہیں؟ اس سے پہلے والی دوسرے نمبر والی پہلے بیان کرتے ہیں: "الصبر علی"، یا "الصبر عن ارتکاب المحارم": جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اُس حرام سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اپنے آپ کو روکے رکھنا۔

"حبس النفس عن ارتکاب المحارم": شراب حرام ہے صبر کرتے ہیں نہیں پیتے شراب، رشوت لینا حرام ہے اگرچہ گھر میں بچے بھوکے ہیں تنخواہ کم پڑ جاتی ہے اخراجات زیادہ ہیں مہنگائی زیادہ ہے لیکن رشوت نہیں لیتے نہیں کھاتے کیونکہ حرام ہے اپنے آپ کو صبر کرتے ہیں روکے رکھتے ہیں اور رشوت نہیں لیتے حرام نہیں کھاتے۔

اسی طریقے سے زناکاری ہے بدکاری ہے جو بھی محرمات ہیں صبر کے بغیر ممکن ہے محرمات سے اجتناب کرنا؟ ناممکن ہے۔ یہ دوسرا ہے۔

پھر پہلے نمبر پر کیا ہے؟ "الصبر علی أداء الفرائض": جو فرائض ہیں جو واجبات ہیں اُن پر صبر کرنا۔

نماز پڑھنی ہے صبر کے بغیر ممکن ہے؟ ابھی رمضان کا مہینہ آنے والا ہے روزہ رکھنا صبر کرنا ممکن ہے؟ یعنی کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو بلکہ جو روزہ ہے اُس میں تو حبس النفس بھی موجود ہے اصل معنی جو ہے کہ آپ نفس کو روکے رکھتے ہیں بعض حلال چیزوں سے وقتی طور پر فجر کی اُذان سے لے کر مغرب کی اُذان تک (کھانا پینا ہے، جماع وغیرہ)، تو "حبس النفس علی أداء الفرائض"۔

سب سے زیادہ اِن تینوں میں سے مشکل کیا ہے؟ ابھی ترتیب سیدھی کر لیتے ہیں: صبر کی تین حصے یا تین قسمیں ہیں:

(۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پر صبر کرنا۔

(۲) دوسرا ہے محرمات سے اجتناب کرنے پر صبر کرنا۔

(۳) تیسرا ہے مصیبتوں پر اور تکلیفوں پر صبر کرنا۔

اِن تینوں میں سب سے زیادہ مشکل کون سی چیز ہے؟ مشکل سے ایک بتاؤں میں آپ کو، ایک تو مشکل ہے پھر اگر وہ انسان کر لے نا باقی دو آسان ہو جاتے ہیں وہ کون سے ہیں؟ اُلٹا چلیں، تیسرا ہے یا دوسرا ہے یا پہلا ہے؟ پہلا ہے۔

اس کی دلیل کیا ہے کہ پہلا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں اور عبادات میں صبر کرنا؟ ﴿اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ:153) تو ایک ہے، عموماً۔ وہ تو ہے لیکن ابھی میں کیا کہہ رہا ہوں اصل موضوع سے میں کیوں اِدھر آیا ہوں آپ لوگوں کو اِدھر لے کر آیا ہوں؟

"إصبر واصطبر" میں کیا فرق ہے؟ کیا محرمات سے اجتناب میں اصطبر کا لفظ ہے؟ تکلیفوں پر صبر کرنے پر اصطبر کا لفظ ہے؟ اصطبر کا لفظ کس چیز کے ساتھ آیا ہے غور کریں ذرا؟ عبادت کے ساتھ کرنا ہے یا رُکنا ہے یا اجتناب کرنا ہے؟ کرنا ہے۔ اور نماز کے ساتھ بھی آیا ہے ﴿وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ:132): اپنے اہل خانہ کو بھی حکم دو اور اُس پر صبر کرو (اصطبر کا لفظ ہے، سبحان اللہ)۔

اور یہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ فرائض کی ادائیگی پر صبر کرتا ہے اُس کے لیے محرمات سے اجتناب کرنا بھی آسان ہوتا ہے اور مصیبتوں کا سامنا کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے لیکن صرف اگر اُلٹا چلیں ممکن ہے؟ اس لیے عوام الناس کے نزدیک صرف تیس فیصد صبر کا معنی موجود ہے باقی جو ستّر فیصد ہے اُس سے غافل ہیں!

(اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور اس مسئلے کو صحیح سمجھنے کی اس پر صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین)۔

تو اس سے فائدہ ہوا: ﴿فَاعۡبُدۡهُ وَاصۡطَبِرۡ لِعِبَادَتِهٖ هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾: "اصطبار علي العبادة": عبادت پر زیادہ صبر کرنا۔

(۳) اور اس میں جو شاہد ہے: (۱) ﴿هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (مریم:65)۔ (۲) اور ﴿وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:4)۔ (۳) ﴿فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا﴾ (البقرۃ:22)۔

اِن تین آیتوں میں ملتے جلتے معنی ہیں صفات منفیۃ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نام جیسا کسی کا نام نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کسی کی ذات بھی نہیں ہے، کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا نہیں ہے۔

﴿هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾: یعنی "لا تعلم له سميًا": یعنی لا يوجد له سميا اصلاً، کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا نہیں ہے۔

﴿وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾: کوئی اللہ تعالیٰ جیسا نہیں ہے۔

﴿فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا﴾: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہراؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسا (نِد) کوئی ہے ہی نہیں۔

جب انسان اس پر یقین کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کر دیتا ہے تسبیح کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پاک کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی چیز بھی نہیں ہے (اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے) تو انسان اپنے دل سے یہ یقین کر لیتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کے جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے اور اِس سے جو تعظیم ہے اللہ تعالیٰ کی اُس کا حق ادا ہو جاتا ہے اور پھر اس تعظیم کے لیے وہ اپنی زندگی گزارتا رہتا ہے حسب استطاعت۔

(۴) چوتھی آیت جو آج کا ہمارا درس ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا﴾ إلى آخر الآية (البقرۃ:165)۔ اس میں ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے؟ کہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ لوگوں میں سے یا مخلوق میں سے کسی سے بھی اللہ تعالیٰ جیسی محبت کرے، اور اسے کہتے ہیں "المحبة مع الله" (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی بھی محبت کرنا)۔

میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہم وہ محبت نہیں کر سکتے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ''المحبة مع الله'' جائز نہیں ہے اس میں برابری آجاتی ہے۔

''المحبة لله و في الله'' وہ جائز ہے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ہم اُن تمام لوگوں سے یا اُن تمام چیزوں سے محبت کریں جن سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایمان کی علامتوں میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا اور مسلمان بھائی سے محبت کرنا، تو ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی کرتے ہیں بلکہ واجب ہے اور ایمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہے، بغیر محبت کے آپ ایمان کر ہی نہیں سکتے یہ فرض محبت ہے۔

تو یہ ''المحبة لله'' یا ''مع الله'' ہے؟ ''لله و في الله'' ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''الآية الخامسة'': شیخ الاسلام نے جو پانچویں آیت بیان کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا﴾(الاسراء:111)۔

﴿وَقُلِ﴾: یہاں پر خطاب جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے اور اُمت کے لیے تبعاً ہے۔

کیونکہ جتنے بھی خطاب ہیں "قُل" قرآن مجید میں مخاطب کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں خصوصی طور پر، اور عمومی طور پر تمام اہل ایمان کے لیے ہے۔

اور اس میں دو ہیں: یا تو خاص ہو گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور اس کی دلیل ہونی چاہیے خصوصیت کی، اور نہیں تو پھر عام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے اور تمام اُمت کے لیے بھی ہے۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾: اسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ الحمد جو ہے اس کا معنیٰ ہے: ''وصف المحمود بالكمال مع المحبة والتعظيم'' (جس کی آپ تعریف کر رہے ہیں (حمد کر رہے ہیں) اس کو کمال وصف کرنا محبت اور تعظیم کرتے ہوئے)۔

﴿لِلّٰهِ﴾: اللام سے مراد "للاستحقاق والإختصاص"۔ جب ہم کہتے ہیں ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾: ﴿الْحَمْدُ﴾: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں "تمام" کا لفظ کہاں سے آیا؟ (چلیں واپس آجاتے ہیں تھوڑا سا):

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾: سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت کے جو پہلے دو لفظ ہیں، اور "أفضلُ الذِّكْرِ : لا إله إلا اللهُ، وأفضلُ الدعاءِ: الحمدُ للهِ" افضل الدعاء ہے۔

ایک واجب یاد کرلیں نوٹ کرلیں:

(۱) سورۃ الفاتحہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے "القرآن العظیم" کیوں کہا جاتا ہے القرآن العظیم، پہلا سوال؟

(۲) اور اس کے متعلق دوسرا سوال ہے سورۃ الفاتحہ میں سے کہ عقیدے کے اصول کے تعلق سے جو سب سے اہم پیغام ہے یا پیغامات ہیں وہ بتائیں کون سے ہیں؟

(۳) اور تیسرا سوال کیونکہ عقیدے کے اصول سب سے پہلے ہیں، اس سورۃ میں بہت عظیم پیغامات موجود ہیں اُن میں سے آپ کتنے نکال سکتے ہیں جو اہم عظیم پیغامات ہیں؟

ایک تو عقیدے کے اصول میں نے الگ بیان کیے ہیں کیونکہ آپ سے وہ چھوٹ نہ جائیں کیونکہ کچھ لوگ کچھ بیان کر دیتے ہیں اور اصل بات رہ جاتی ہے تو سب سے پہلے وہ دیکھنے ہیں۔ میں ہنٹ (Hint) دوں گا تو پھر جواب آسان ہو جائے گا میں ہنٹ (Hint) نہیں دیتا لیکن ایک یہ ہنٹ (Hint) دے دیتا ہوں کہ توحید اور عقیدے کے تعلق سے جو اصولی باتیں ہیں (عبادۃ، توحید اور عقیدے کے اصول کے تعلق سے جو بنیادی اور اصولی باتیں ہیں) وہ آپ کو اس سورۃ میں ملیں گی اور آپ اُن کو دلیل بیان کر سکتے ہیں سورۃ الفاتحہ میں سے۔

اب آپ نے بتانا ہے کہ وہ کہاں پر ہیں؟ اور وجہ الدلالۃ کیا ہے دلیل کیسے بنی ہے؟ سورۃ الفاتحہ کی جو یہ آیت ہے اصل بات تو یہ ہے نا کہ آیت کا یہ حصہ جو ہے یہ کیسے دلیل بنی ہے اس مقصد کے لیے یا اس بات کے لیے؟ (واپس آتے ہیں):

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾: ہم ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کا ترجمہ جو کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ﴿الْحَمْدُ﴾ میں تمام تعریفیں کہاں سے آئیں؟ الف لام سے۔ الف لام سے کیسے آئی؟ جنس کے لیے "الاستغراق"۔

الف لام جب اسم کے ساتھ لگ جاتا ہے تو اس کے معنی میں سے یعنی اس کی دلالت جو ہے وہ عموم کی دلالت ہوتی ہے اور اس کا جو اردو میں ہم ترجمہ کرتے ہیں "تمام یا سب"۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾: تمام تعریفیں خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ﴿لِلَّهِ﴾ میں۔ یا تمام تعریفوں کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اب لفظ تو دو ہیں ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ تو یہ لمبا جملہ کہاں سے آیا؟ "تمام" کا تو آ گیا استحقاق اور تخصیص کا لفظ کہاں سے آیا؟ یہ لام کے حرف سے ﴿لِلَّهِ﴾ میں۔ لام کا حرف جو ہے اس کے معنی میں سے یہ معنی ہے "للاستحقاق و التخصیص" شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریفیں کی جائیں (یا تمام تعریفیں کی جائیں)، یعنی یہ حق مخلوق میں سے کسی کا بھی نہیں ہے (سبحان اللہ)۔

استحقاق اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہی واحد ذات ہے جو حق رکھتی ہے کہ تمام تعریفیں کی جائیں، اور اختصاص (خصوصی طور پر) اس لیے ہے کہ جو حمد اور تعریف اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے وہ مخلوق میں سے کسی اور کی نہیں کی جاتی بلکہ سب سے زیادہ کامل اور عظیم اور عام اور شامل حمد جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔

"وقوله: ﴿الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾": یہ صفات سلبیۃ میں سے ہے (یہ صفات منفیۃ بھی ہیں جو ہمارا موضوع ہے) کہ جس نے اولاد نہیں بنائی جس کی کوئی اولاد نہیں ہے ﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾۔ کیوں؟ "لكمال صفاته وكمال غناه عن غيره": کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ ہیں وہ کامل صفات والا ہے اور کمال کا بے پرواہ ہے اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے، اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی مثل نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی کو اولاد بناتا تو یہ اولاد بھی یہ ولد بھی چاہے بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مثل ہو جاتی، اور اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی اولاد ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کا محتاج ہوتا کیونکہ اولاد ہمیشہ مددگار ثابت ہوتی ہے اپنے والد کے لیے (یا والدین کے لیے)، اور اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہوتی تو پھر ناقص ہوتا کیونکہ مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے اور یہ تمام چیزیں نقص کا ثبوت ہیں۔

اس لیے آپ غور کریں قرآن مجید میں کہ جہاں پر بھی اولاد کا لفظ آیا ہے اس کے ساتھ "سبحان اللہ" کا لفظ آیا ہے کہ پاک ہے اللہ تعالیٰ اولاد رکھنے سے، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے۔ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" جہاں پر بھی دیکھیں ولد کا لفظ ہے تو اس میں "سبحان اللہ" کا لفظ بھی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

اس سیاق اور سباق میں آپ دیکھ لیں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو پاک، یا پاکیزگی بیان کر دیتا ہے۔

"ولد" کے لفظ میں کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ صرف بیٹا مراد ہے، "ولد" کے لفظ میں بیٹا اور بیٹی دونوں شامل ہیں۔

عربی زبان میں عام لفظوں میں کہتے ہیں "یا ولد" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟ لڑکا (عام طور پر یہ ہوتا ہے)، لیکن صحیح جو عربی ہے گرامر کے اعتبار سے اور قرآن مجید کی اساس بھی یہی ہے اسی فصیح عربی زبان جو ہے اس پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور سب سے فصیح زبان قریش کی زبان تھی اپنے زمانے میں اور ہر دور میں بھی، تو "یا ولد" جو قرآن مجید میں لفظ آیا ہے وہ دونوں کا شامل ہے لڑکے کو اور لڑکی کو (یا بیٹے کو اور بیٹی دونوں کو)۔

اور قرآن مجید میں دیکھیں یہود نے کہا کہ عزیز ابن اللہ ہے، نصاریٰ نے (نعوذ باللہ) المسیح ابن اللہ ہے، اور مشرکین نے کیا کہا؟ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تو اس لیے صرف بیٹے کی نفی نہیں کی (سبحان اللہ، کمال دیکھیں آپ!) ولد کی نفی کی ہے اور اس میں سب شامل ہیں۔

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ﴾: ایک تو صفات منفیۃ میں سے ذکر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور پھر ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس ملک میں بھی کوئی شریک نہیں ہے): کہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں کوئی شریک نہیں ہے نہ خلق میں کوئی شریک ہے نہ تدبیر میں کوئی شریک ہے۔

یہ تمام صفات کس چیز کی ہیں؟ ربوبیت کی صفات ہیں "الخلق، والملك، والتدبير"۔

اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی چیزیں ہیں، مخلوقات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے، یہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں (مملوک ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی ان کی تدبیر کرتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے اور مخلوق میں سے کوئی بھی ان

تمام اُمور میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ (سبأ:22)۔

بڑا پیارا پیغام ہے ذرا غور سے سنیں سورۃ سبأ 22 اور 23 میں۔

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾: (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُن کو بلاؤ جن کا تم لوگوں نے دعویٰ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم نے شریک بنایا ہے)۔ اُن کی حقیقت کیا ہے؟ ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾: (کہ ذرّے برابر بھی کسی چیز کی وہ ملکیت نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں نہ زمین میں)، یہ "على سبيل التعين" ہے۔

﴿وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ﴾ (اُن میں وہ شریک بھی نہیں ہیں) (سبأ:22)۔ دیکھیں نہ مالک ہیں خود، نہ شریک ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہو کر ذرّہ برابر بھی اُن کی کوئی چیز ہے کائنات میں نہ آسمان میں نہ زمین میں، یہ "على سبيل الشيوع العموم" ہے۔

﴿وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾ (یعنی اِن میں سے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی معاونت نہیں کی (یا مدد نہیں کی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں یا ذرّہ برابر بھی کسی چیز کی ملکیت میں)) (سبأ:22)۔

کیا چیز بچ گئی ہے؟ دیکھیں ترتیب دیکھیں:

(۱) نہ تو مالک ہیں۔ (۲) نہ شریک ہیں۔ (۳) نہ مددگار ہیں۔ (۴) اور نہ ہی (چوتھی چیز) ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ (اور شفاعت بھی نہیں نفع دیتی اللہ تعالیٰ کے ہاں مگر جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہو) (سبأ:23)۔

مشرکین کا جو بھی تعلق ہے اپنے معبود سے جس کی وہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اُن کے تمام جو تعلقات ہیں وہ ٹوٹ گئے کہ نہیں؟ ریزہ ریزہ ہو گئے۔

پیغام کیا ہے؟ یعنی جن چیزوں کو تم لوگوں نے اپنا معبود بنایا ہے اُن کی عبادت کی ہے اور ربّ کے برابر شریک ٹھہرادیا ہے، کیونکہ اصل مصیبت شرک فی العبادۃ میں ہے نا!

جس شرک کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مبعوث فرمائے اپنی تمام کتابیں نازل فرمائی ہیں وہ کون سا شرک ہے؟ شرک فی العبادۃ ہے، کیونکہ ہر زمانے میں جو مشرکین موجود تھے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کو ربّ بھی مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق کوئی مالک کوئی رازق کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے۔ تو پھر رسولوں کا کیا پیغام تھا؟ یاد رکھیں رسولوں کا یہ پیغام ہرگز نہیں تھا کہ آکر لوگوں کو یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اس لیے نہیں مبعوث فرمایا وحی کا اصل مقصد یہ ہے ہی نہیں! انسان اپنی فطرت سے یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور خالق ہے، یہ کمال چیز دیکھیں آپ!

فطرتاً اگر آپ کسی انسان کو کوئی پیغام بھی نہ دیں اپنی فطرت پر چھوڑ دیں، اُسے یہ تو پتہ نہیں ہے کہ وہ نماز پڑھے کہ نہ پڑھے پتہ ہوگا اسے؟ کیونکہ عبادات کے لیے پیغام کا ہونا لازمی ہے کہ آپ نے کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے لیکن وہ یقیناً یہ جانتا ہے کہ میں اس دنیا میں خود نہیں آیا ہوں مجھے کسی نے پیدا کیا ہے اور وہ زمین پر نہیں رہ سکتا وہ آسمانوں پر رہتا ہے، فطرتاً انسان جانتا ہے۔

تو پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیوں بھیجا ہے؟ تاکہ لوگوں کو یہ تعلیم دیں کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے عبادت میں شرک مت کریں۔

اور ان آیات کریمہ میں (سورۃ سبأ کی ان آیات میں) جب بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کسی مخلوق کے لیے کوئی عبادت صرف کر دیتا ہے، اُسے معبود بنا کر اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتا ہے شریک کر دیتا ہے تو اس کے تمام جو تعلقات ہیں (یا سبب ہے) اس تعلق کو قائم کرنے کا عبادت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے دو آیات میں ان تمام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو کیا انہوں نے کسی چیز کو پیدا کیا ہے؟ یا کسی چیز کے مالک ہیں آسمانوں میں زمین میں ذرّہ برابر کے؟

دیکھیں باقی سب چھوڑیں آپ "ذرّہ برابر" کا لفظ ہے۔ لفظ کیا ہے؟ ﴿ذَرَّةٍ﴾: ذرّہ برابر کے کوئی مالک ہیں؟ نہیں ہیں۔

کیا اُن کا کوئی حصہ ہے؟ مالک تو نہیں ہیں حصے دار تو ہو سکتے ہیں نا؟ ﴿وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ﴾: حصہ بھی نہیں ہے۔ مددگار تو ہو سکتے ہیں معاونت تو کی ہو گی نا اللہ تعالیٰ کی؟ ﴿وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ﴾: وہ بھی نہیں ہے۔ اچھا شفاعت تو کریں گے نا ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾(الزمر:3) اب یہ تو کریں گے نا؟ ﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ (سبأ:23)۔

اور کیا ان کے پاس کوئی بہانہ یا حجت باقی رہ گئی ہے تمام اسباب کا خاتمہ ہو گیا کہ نہیں؟!

اچھا پھر کیوں معبود بناتے ہو اب؟ کوئی حجت باقی اُن کے پاس رہ گئی ہے؟ (سبحان اللہ)، کوئی بھی نہ رہی۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''وبهذا تقطعت جميع الأسباب التي يتعلق بها المشركون في آلهتهم'': تمام اسباب جو ہیں اُن سب کا خاتمہ ہوا۔

﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾: نہ تو اللہ تعالیٰ کا ملک میں کوئی شریک ہے، ﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾: اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی نہیں ہے ﴿مِّنَ الذُّلِّ﴾: یہ تعلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے جو اولیاء ہیں وہ ہیں جن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾(یونس:62-63)۔

جس ولی کی نفی کی جارہی ہے اُس کا تعلق ہے ذلت سے کہ کوئی ذلت والا اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ: ﴿الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾(یونس:65)، اور شرک کرنے والے ذلیل ہوتے ہیں، یعنی جو بھی لوگوں کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اس کی نفی بھی ہو گئی ہے (سبحان اللہ)۔

اور جیسا کہ اس حدیث قدسی میں بھی آیا ہے: ''مَن عادَى لِي وَلِيًّا فقَدْ آذَنْتُهُ بالحَرْبِ..'' إلى آخر الحديث القدسي۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اولیاء موجود ہیں لیکن وہ ہیں جو توحید کی دعوت دیتے ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑتے ہیں، جو شرک سے منع کرتے ہیں، اُن کی دعوت میں الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر عیاں ہوتا ہے، اور الأمر بالمعروف کا جو سب سے اہم اُمر ہے وہ ہے توحید کا، اور والنهي عن المنكر کا جو سب سے اہم منکر ہے وہ

ہے شرک۔ تو اِن کی دعوت کا نصب العین یہی چیز ہوتی ہے اور بالکل کھل کر بیان کرتے ہیں اور تفصیل سے بیان کرتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں۔

لیکن جو شرک کی دعوت دیتے ہیں، بدعات اور خرافات کی دعوت دیتے ہیں، اور توحید کے معنی میں سے توحید ربوبیت کا معنی لیتے ہیں جو مشرکین بھی اچھے طریقے سے سمجھتے تھے اور جانتے تھے، اور پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں! ناممکن ہے کہ شرک کے ساتھ عزت کبھی جڑ نہیں سکتی بلکہ شرک کے ساتھ ذلت ہمیشہ جڑی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی کر دی ہے ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾۔

﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾: یعنی اللہ تعالیٰ کی تکبیر کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر کرنے کا حق ہے اپنی زبان سے اپنے عمل سے اپنے دل سے، اور اپنی حرکات و سکنات سے۔ یعنی زبان سے کہیں اللہ اکبر، اور اپنے عمل سے اُس کی تصدیق کریں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں ہے مخلوقات میں سے۔ جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے تو پھر شرک کیوں کرتے ہو؟! دیکھیں یعنی ہر طرف سے اور ہر اعتبار سے شرک کی نفی کی گئی ہے!

اور سنت میں سے یہ ہے (بیچ میں ایک بات آگئی) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ رہنمائی کی ہے کہ جب سفر میں ہوتے اور کسی اونچی جگہ پر چڑھ جاتے تو تکبیر پڑھتے "اللہ اکبر"۔

یہ سنت میں سے ہے کہ آپ کسی اونچی جگہ پر جائیں جیسا کہ آپ لفٹ میں ہیں، یا آپ سیڑھیوں پر جا رہے ہیں (چڑھ رہے ہیں) تو آپ کہیں "اللہ اکبر، اللہ اکبر" یہ سنت میں سے ہے، اور آپ جب کسی نیچے کی طرف جاتے ہیں یا سیڑھیوں سے اترتے ہیں تو آپ نے کہنا ہے "سبحان اللہ، سبحان اللہ"۔

یہ تعلیم کس چیز کی ہے؟ آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے دلوں کو کیسے ربّ سے جوڑا ہے! اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے لیے یہ پیغام چھوڑ کر گئے ہیں۔

جب انسان اوپر جاتا ہے تو بلندی میں انسان کا دل بھی اوپر کی طرف جاتا ہے اور تھوڑا سا سینہ بھی چوڑا ہو جاتا ہے۔

دیکھ لیں آپ جو بڑے بڑے بڑے محلات نہیں ہوتے "بڑے محلات میں رہنے والے" کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ عمومی طور پر بڑے محلات کی جب بات ہوتی ہے تو تکبر کا شائبہ بھی اس کے بیچ میں ہوتا ہے، اور جو بڑے امیر لوگ ہوتے ہیں تو اُن میں تکبر بھی پایا جاتا ہے (سب میں نہیں لیکن بہت بڑا خطرہ ہوتا ہے تکبر کا)۔

تو جب انسان اونچی جگہ پر ہوتا ہے تو اس کا سینہ بھی آگے کی طرف نکل آتا ہے تو تواضع کے لیے اپنا سَر جھکانے کے لیے اور اپنی قدر کو اچھی طرح جاننے کے لیے اور اپنی اوقات کو سمجھنے کے لیے ہم کہتے ہیں "اللہ اکبر" تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے میری کوئی حیثیت نہیں ہے سب کچھ اُسی کا دیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے تاکہ ذرّے برابر بھی انسان کا دل و دماغ تھوڑا سا بھی کسی اور طرف نہ جائے۔

جب اوپر کی طرف جاتے ہیں تو کہتے ہیں "اللہ اکبر، اللہ اکبر"، سنت میں سے ہے۔

جب انسان نیچے کی طرف جاتا ہے تو نیچے کو جانا ہمیشہ ذلت کی علامت ہے (نیچے کے ساتھ عمومی طور پر) جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور کثرت سے ذکر کرتا ہے اور نیچے کی طرف جاتا ہے تو اس وقت کون سا ذکر کرنا ہے؟ اب اللہ تعالیٰ تو سب سے اوپر ہے اللہ تعالیٰ کی شان سب سے بلند ہے تو تسبیح مناسب ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، میں تو نیچے کی طرف جا رہا ہوں میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ کا ذکر بھی کرتا ہوں، اللہ کی عبادت بھی کرتا ہوں، اب میں نیچے کی طرف جا رہا ہوں تو میرا ربّ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے "سبحان اللہ"۔

اس آیت میں جو ہمیں عملی فائدہ ملتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ انسان جب یہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اپنے ملک میں تدبیر میں، اپنی عزت میں اور سلطان میں اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا جو کمال ہے بے پرواہی کا اُس پر یقین کر لیتا ہے اور وہ اُس کے دل میں جگہ کر لیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے حمد کا اور تسبیح کا اور تنزیہ (تعریفوں) کا اور پاکیزگی کا وہ حق ادا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا حق ادا کرتا ہے۔

چھٹی آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (التغابن: 1)۔ ﴿يُسَبِّحُ﴾: "بمعنى: ينزه"۔

ہم بات کر رہے ہیں صفات منفیۃ کی، یہ وہ صفات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو پاک کیا ہے، کچھ کا ذکر ہو گیا ہے اب عمومی لفظ جس سے تنزیہ کی گئی ہے وہ ہے تسبیح کا لفظ۔ "تسبیح": یعنی اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔

اور اس آیت میں ﴿يُسَبِّحُ﴾: "بمعنى: ينزه عن كل صفة نقص وعيب": کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔

پھر ایک علمی بات ہے کہ (سبح) کا لفظ جو ہے یہ لام کے بغیر بھی آتا ہے اور لام کے ساتھ بھی آتا ہے، یعنی ﴿لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح: 9)۔

﴿وَتُسَبِّحُوْهُ﴾: اس میں لام نہیں ہے، اور تسبیح کے ساتھ جب لام ملتی ہے ﴿تُسَبِّحُوْهُ﴾: لام کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اور فرق یہ ہے کہ جب صرف مجرد اور فعل (تسبیح کا فعل) معنی مراد ہو تو پھر بغیر لام کے ہوتا ہے تو آپ کہتے ہیں "سبحان اللہ"، اور جب اخلاص کا معنی اس میں شامل ہو جاتا ہے تو پھر آپ کہتے ہیں ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ یا سَبَّحَ لِلّٰهِ: تو اس میں اخلاص اور استحقاق کا معنی ہے۔ کیونکہ حرف اللام کس چیز کے لیے ہے؟ "اختصاص" (یعنی خصوصی طور پر اخلاص اس میں ہوتا ہے)، اور "استحقاق" (یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ہے)۔

"كمال الإرادة من الفاعل، وكمال الاستحقاق من المسبح، وهو الله سبحانه وتعالىٰ": تو لام کے حرف میں ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ دونوں حق ادا ہو جاتے ہیں: (۱) تسبیح کرنے والے کا اخلاص۔ (۲) اور جس کی تسبیح کی جا رہی ہے اُس کا استحقاق کہ وہ حق رکھتا ہے کہ خالصتاً اُس کی تسبیح کی جائے۔

﴿مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾: یہ عام ہے کہ تمام چیزیں جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور تسبیح کی دو قسمیں ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں: "تسبيح بلسان المقال، وتسبيح بلسان الحال"۔

(۱) "المقال" سے کیا مراد ہے؟ زبان سے۔ (۲) "الحال" سے، اپنی حالت سے تسبیح کرتے ہیں۔

اب زبان ہے تو زبان سے تسبیح کرتے ہیں ہم کہتے ہیں "سبحان اللہ" ہو گئی تسبیح، جو بول نہیں سکتے وہ تسبیح کرتے ہیں کیا؟ وہ بلسان الحال تسبیح کرتے ہیں "سبحان اللہ"۔ وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد سے) (الاسراء: 44)۔ "تمام چیزوں" میں سب شامل ہیں۔ اور قرآن مجید میں دونوں معنی موجود ہیں جیسے آپ کہتے ہیں: ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الحشر: 23)، ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ

﴿عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾(الصافات:159): تو ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ﴾ کا لفظ ہے، اور ذکر میں ہم کہتے ہیں "سبحان اللہ"۔ یہ کیا ہے؟

"بلسان المقال"(زبان سے)، اور زبان سے تمام مخلوقات جو ہیں اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہیں سوائے کافر کے۔

یہ قاعدہ یاد رکھیں: "کہ زبان سے زبان سے تمام مخلوقات نے اللہ تعالی کی تسبیح کی ہے سوائے کفار کے"۔

مخلوقات میں کون سی مخلوق؟ جس مخلوق کی زبان ہے وہ مخلوق بول سکتی ہے اُن سب نے اللہ تعالی کی تسبیح کی ہے سوائے کافروں کے وہ اس تسبیح سے محروم ہیں۔

اور "بلسان الحال": اپنے حال سے جو تسبیح کرتے ہیں وہ تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، وہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، عبث سے پاک ہے۔ یہاں پر کافر بھی اس تسبیح میں شامل ہے اُس کی حالت یہ بتاتی ہے۔

یعنی اُس پر اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں اور اس کی صحت ہے عافیت ہے، اس کی خلق ہے وہ موجود ہے، وہ کھاتا بھی ہے وہ پیتا بھی ہے، وہ سوچتا بھی ہے وہ دیکھتا بھی ہے وہ سنتا بھی ہے، وہ چلتا بھی ہے، وہ اٹھتا بھی ہے وہ بیٹھتا بھی ہے، وہ روزگار بھی کماتا ہے یہ ساری چیزیں کیا ہیں یہ؟ اُس کے جسم کا ایک ایک حصہ تسبیح کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے دل سے کافر ہے یا اپنی زبان سے وہ کافر ہے وہ نہیں مانتا لیکن اُس کے جسم کے تمام حصے جو ہیں وہ عمومی تسبیح بالحال میں سب شامل ہیں۔

اور اس آیت کے آخر میں: ﴿لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾: یہ صفات ثبوتیہ ہیں۔

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾: صفات سلبیۃ، صفات منفیۃ ہیں۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ساتویں اور آٹھویں آیت سے شروع کریں گے ان شاءاللہ، چند اہم پیغام ہیں۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (48.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio